906 | 1|11|17

**SCHOLAR NAME:** MOHAMMAD MANZAR ALI

**SUPERVISOR NAME:** DR. KAUSAR MAZHARI

**DEPARTMENT OF** URDU

**TOPIC:** URDU TABSERA NEGARI KA TAHQIQI-O-TANQIDI MUTALA

# تلخیص

اردو تبصرہ نگاری کے تحقیقی وتنقیدی مطالعے کے دوران اول اول جو سوالات ذہن میں آئے وہ یہ کہ فنِ تبصرہ کے اصول وضوابط کیا ہیں؟ اس کی کیفیت و ماہیت کیا ہے؟ اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟ اس کی ہیئت کیا ہے؟ اس کا اسلوب کیا ہے؟ وغیرہ۔ ان سوالات کے مدلّل، منطقی اور تشفی بخش جوابات ڈھونڈنے کی غرض سے ''تبصرہ نگاری بحیثیت فن'' کے عنوان سے پہلا باب قائم کیا۔

اس کے تحت تبصرہ کا لُغوی و اصطلاحی مفہوم، تعریف، دیگر مروّجہ تنقیدی جہات سے مماثلت وافتراق، اس کی اہمیت وافادیت اور ضرورت، اس کی خصوصیات وشرائط، ہیئت، اسلوب اور اقسام وغیرہ پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ ان نکات یا سوالات کے پیشِ نظر جو نتائج اخذ کیے گئے وہ یہ کہ لفظ ''تبصرہ'' عربی زبان کے لفظ ''بصر'' سے مشتق ہے اور اس کے لُغوی معانی ہیں: دیکھنا، بینا کرنا، سمجھانا، صراحت کرنا اور وضاحت کرنا وغیرہ۔ اس لفظ کا اصطلاحی معنی ہے کسی کتاب، فن پارہ یا تخلیق کا دوبارہ معائنہ کرنا یا جائزہ لینا۔ تبصرے کے مختلف نکات وجہات کے مدنظر اس کی تعریف یوں متعین کی جاسکتی ہے:

> تبصرے سے مراد یہ ہے کہ کسی تخلیق، تالیف یا فن پارے پر ان کی خوبیوں اور خامیوں کے متعلق فنی بنیادوں پر جائزہ لے کر نہایت سنجیدہ اور متین لہجے میں حق گوئی اور غیر جانب داری کے ساتھ ایک مجموعی رائے ظاہر کردی جائے۔ جس کی روشنی میں قارئین اپنی پسندیدہ اور مطلوبہ تخلیق، تالیف یا فن پارے تک بہ آسانی رسائی حاصل کرسکیں۔

تبصرہ اور تبصرہ نگار کی خصوصیات اور ان سے متعلقہ شرائط وضوابط حسبِ ذیل ہوسکتے ہیں۔

(۱) تبصرہ نگار کا کام صرف رسمی طور پر تخلیق یا فن پارے کا محض تعارف کرانا نہیں بلکہ اس کی ظاہری اور باطنی خوبیوں اور خامیوں کی طرف اشارہ کرنا بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تبصرہ ایک حد تک تحقیق وتنقید کا ہلکا پھلکا نمونہ بھی بن جاتا ہے۔

(۲) عمدہ تبصرے کے بنیادی اوصاف حق گوئی، بے باکی، غیر جانب داری، خوبیوں اور خامیوں کے ذکر میں تناسب وتوازن اور اعتدال، اسلوب میں سنجیدگی ومتانت اور تنقیدی جائزے کے دوران بلند نگہی ہیں۔

(۳) مبصر کی علمی سطح بلند ہو، عمیق مشاہدات وتجربات رکھتا ہو، بین العلومی مطالعے کا حامل ہو اور فیصلہ صادر کرنے بے باک ہو۔

دوسرے باب میں اردو تبصرہ نگاری کے آغاز وارتقا پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ مثلاً تبصرہ کس طرح شروع سے ہی انسانی زندگی سے وابستہ رہا ہے؟ ہماری اردو زبان میں اس نے کب اور کیسے اپنے بال و پر نکالے؟ ابتدا میں اس کی کیا صورت تھی؟ انگریزی تبصروں کے اصول و ضوابط سے اس نے کب اور کیسے استفادہ کیا؟ ہمارے اولین اردو مبصرین کون کون ہیں؟ ان کی قائم کردہ روایت کو کن کن مبصرین نے مزید مستحکم کرنے میں اپنی خدمات انجام دیں؟ اردو تبصرہ نگاری کی تاریخ میں کیسے کیسے نشیب وفراز آئے؟ موجودہ دور میں اس کی کیا صورتِ حال ہے؟ وغیرہ۔ ان تمام پہلوؤں پر تحقیقی اور تنقیدی نقطۂ نظر سے نگاہ ڈالی گئی ہے۔ اس مطالعے سے جو نتائج اخذ ہوئے ان کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو

تبصرہ نگاری کے ابتدائی دور یعنی سرسید اور حالی سے لے کر تادم تحریز بعضے حق گو اور ماہر مبصرین اور معتبر و معیاری اخبارات و رسائل کی وجہ سے تقریباً ہر زمانے میں اس کا معیار اور وقار میں اضافہ ہوتا رہا۔

تیسرے باب میں اردو کے چند اہم مبصرین کی تبصرہ نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چونکہ اردو میں تبصرہ نگاری کا باقاعدہ آغاز خواجہ الطاف حسین حالی نے کیا تھا۔ اس لیے سب سے پہلے حالی کی تبصرہ نگاری کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اردو تبصرہ نگاری میں حالی نے ہی سب سے پہلے ۱۸۹۱ء میں شبلی نعمانی کی تصنیف ''سیرۃ النعمان'' پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کی ماہیت اور غرض و غایت پر مفصل گفتگو کی جو بعد میں آنے والے ناقدین کے لیے ایک مسلّمہ اصول کی حیثیت اختیار کر گیا اور موجودہ دور میں بھی تقریباً انہیں اصول و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے تبصرے تحریر کیے جاتے ہیں۔

چوتھے باب میں اردو کے متعدد ادبی رسائل و اخبارات سے کچھ چنندہ تبصروں کو منتخب کر کے ان کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مطالعے کے لیے ۳۶/ ادبی رسائل اور ۲/ ادبی اخبارات سے کچھ تبصرے منتخب کیے گئے ہیں۔ حالی سے لے کر حال تک کے مختلف ادبی رسائل و اخبارات میں متعدد مبصرین نے بے شمار تبصرے تحریر کیے ہیں۔ ان تبصروں کے مطالعے کے بعد جو نکات و جہات سامنے آئے وہ یہ کہ اب تک فنِ تبصرہ نگاری کا کوئی متفقہ اور مسلّمہ اصول نہیں وضع ہو سکا ہے۔

یوں تو معیاری اور غیر معیاری، جانب دار اور غیر جانب دار تبصروں کا چلن اردو میں روزِ اول سے ہی رہا ہے، مگر مختلف ادبی رسائل و مبصرین کے تبصروں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ عہدِ حالی سے لے کر اسّی اور نوے کی دہائی تک کے تبصروں میں حق گوئی، غیر جانب داری، دیانت داری اور منصفانہ رویّے کا پلّہ بھاری تھا۔ لیکن ۹۰-۱۹۸۵ء کے بعد تبصروں کے معیار میں نسبتاً زیادہ تنزل آنے لگا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ پہلے ہمارے ادیب و شعرا ایک مقدس مشن کے طور پر شعر و ادب سے وابستہ ہوتے تھے، مگر رفتہ رفتہ اس جذبے میں کمی آتی گئی۔ خصوصاً ۱۹۹۰ء کے بعد عالمی نظام میں آئی اچانک تبدیلی نے طرزِ زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ روحانیت اور روایت سے وابستگی اب از کار رفتہ سمجھی جانے لگی ہے۔ مادّیت پرستی کے اس دور میں شعر و ادب سے وابستگی اب مشن کے بجائے پرموشن، عہدے کی حصولیابی ڈگری حاصل کرنے کا ذریعہ بن گئی ہے۔ ایسے ماحول میں اگر تبصروں کے معیار میں بھی تنزلی آیا تو یہ کوئی حیرت کی بات امر نہیں۔ باوجود ان مسائل کے ۱۹۹۰ سے لے کر تادم تحریر غیر جانب دار اور معیاری تبصروں کا وجود سرے سے ختم نہیں ہوا، لیکن اس کی تعداد میں ایک واضح کمی ضرور محسوس کی جانے لگی ہے۔ واضح رہے کہ عمدہ اور معیاری تبصروں کے لیے تصانیف یا فن پاروں کا عمدہ اور معیاری ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ بقول مہدی افادی: ''قاعدہ ہے لفافہ اچھا ہوتا ہے تو ملفوف کو اس سے زیادہ اچھا ہونا چاہیے۔'' موجودہ دور میں شاید اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ملفوف یعنی تصانیف کی ایک اچھی خاصی تعداد ایسی آ رہی ہے جنھیں معیار کے لحاظ سے تشفّی بخش نہیں کہا جا سکتا۔ ظاہر ہے ایسے ماحول میں اچھے لفافوں یعنی عمدہ تبصروں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

تبصرہ نگاری کے ضمن میں یہ امر ملحوظ رہے کہ اس کا سب سے پہلا اور اہم اصول، حق گوئی اور غیر جانب داری ہے۔ دورانِ تبصرہ کسی بھی قسم کی جانب داری، رعایت و مروت یا مصلحت کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن آج ایسے تبصرے اب خال خال ہی نظر آتے ہیں جن میں حق گوئی، غیر جانب داری، دیانت داری اور رعایت و مروت یا مصلحت سے اوپر اٹھ کر واضح اور دوٹوک انداز میں فن پارے سے متعلق گفتگو کی جاتی ہو اکثر ایسے تبصرے آتے ہیں جن میں بے جا مداحی ہوتی ہے یا پھر طنز و تمسخر کے عناصر حاوی ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ علمی اعتبار سے ایسے تبصرے بے وقعت ہوتے ہیں۔

اردو تبصرہ نگاری کے معیار و وقار کو بلند و بالا رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ علم و ادب سے وابستہ حضرات اس جانب سنجیدگی سے توجہ فرمائیں اور دورانِ تبصرہ حق گوئی، دیانت داری اور غیر جانب داری کے اصولوں پر سختی سے عمل کریں۔ دورانِ تبصرہ نہ تو بے جا مداحی اور مبالغہ آرائی سے کام لیں اور نہ ہی بغض و عناد اور ذاتی رنجش و عداوت کو راہ پانے دیں۔ علاوہ ازیں حسن و قبح کے بیان میں سنجیدہ، متین اور شائستہ اسلوب کی پیروی بھی نہایت لازمی ہے۔ اگر ان مذکورہ اصول و ضوابط کے پیش نظر تبصرے قلم بند کیے جائیں گے تو یہ عمل بیک وقت قارئین، مصنفین، علم و ادب کے معیار اور خود مبصّر کے لیے بھی نیک فال ثابت ہوگا۔